پاکستانی معاشرے میں موضوع روایات کی ترویج کے اسباب

Reasons of Fabricated Ahadith,s Spread in Pakistani Society

Hamra Munir

M.Phil Scholar, Lahore College for Women University, Lahore.

Email: hamramunir@yahoo.com

Dr. Salma Mahmood

Assistant Professor, Department of Islamic Culture, Lahore College for Women University, Lahore.

Email: dr.salmamahmood@gmail.com

Received on: 20-07-2023

Accepted on: 25-08-2023

Abstract

After the departure of the Prophet (PBUH), Muslim society faced a serious issue with the words of the Propet (PBUH) which were falsified by a few irresponsible groups who were plagued the Muslim society. It was a significant and challenging problem for the Muslims as the words of the Prophet (PBUH) were among the primary and basic religious sources of religion Islam. This may defaced the religious interperatation, so systematic steps were taken by the scholars of first two centuries to protect and prevent the words of the Prophet (PBUH) and keep this source pure. The Muslim scholrs stritcly rejected fabricated Ahadith and their efforts strictly closed the doors of falcification then but now a days with a changed perspective and the emergence of technology, the new false Ahadiths are growing and spreading in society. Falsification of Hadith may harmed faith, worships, religious legislation and other acts of devotion. Using qualitative method and survey by a questionnaire, this research thus revisits the dangours of hadith falsification in Pakistani society. This article is a study of the reasons that may lead to speard of fabricated Ahadith in our society.

Keywords: Fabricated, Hadith, Society, Text, Transmission.

موضوع روایات کی ترویج کا پس منظر

زیر نظر مقالہ میں پاکستان میں پاکستانی معاشرہ میں وضع حدیث کے اسباب کو زیر تحقیق لایا گیا ہے۔ دور اول یا صدر اسلام میں جب مختلف وجوہات کی بنیاد پر وضع روایات کا آغاز ہوا تو زعمائے امت نے بروقت اس کا ادراک کر لیا اور بھرپور طریق سے اس فتنے کا تعاقب کیا۔ احادیث نبویہ کی حفاظت کا فریضہ احسن انداز سے سرانجام دیا لیکن اس زمانے میں ترویج وضع کا پس منظر اور اسباب آج کے دور سے کافی مختلف تھے۔ حافظ ابن حجرؒ ایسے ہی کچھ اسباب کا ذکر اپنی کتاب میں کرتے ہیں جو وضع روایات کا سبب بنے:

(والحامل للواضع على الوضع: إِمَّا عَدَمُ الدِّينِ كَالزَّنَادِقَةِ. أَوْ غَلْبَةُ الجَّهْلِ كبعض المتعبدین. أَوْ قَرَط

العصبیۃ، کبعض المقلدین. أو اتّباع هوی بعض الرؤساء. أو الإغراب لقصد الاشتہار⁽¹⁾

گویا بے دینی، زندہ، مصنوعی عبادت گزاری، جہالت، تعصب، شہرت یا حاکم وقت کی قربت کی خواہش عام طور پر وضع کا سبب بنی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ جب رونما ہوا تو اس کے بعد سیاسی اختلافات کا سلسلہ شروع ہوا بعد ازاں انہی سیاسی اختلافات نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا اور اسی پس منظر میں وضع روایات کا آغاز ہوا۔

صدر الاسلام کے بعد جب اسلام جزیرۃ العرب کی حدود سے نکل چکا اور کئی دوسری اقوام نے اسلام قبول کر لیا تو اس وقت اسلامی معاشرہ کی نمائندگی نئی نسل کر رہی تھی جن میں اکابرین صحابہ کرام اور سابقون الاولون کی تعداد کم تھی۔ اسلام کی دریا دلی اور مسلمانوں کی رواداری نے سیادت کے لیے قبائلی تعصب و قومیت کی شرط نہیں رکھی تھی۔ اور دیگر قوموں سے اختلاط، مفتوحین سے بلا تعصب و تفریق روابط نے اس فتنہ کو مزید ہوا دی اور نئی نسل کی جانثاری اور استقامت صحابہ جیسی نہ تھی کہ وہ پُر خطر لمحات سے نبرد آزما ہو سکیں۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں:

(أول من كذب عبد الله بن سبأ)⁽²⁾

”روایات کے سلسلے میں جس شخص نے پہلے جھوٹ بولا، وہ عبد اللہ بن سبأ تھا۔“

بہر حال محدثین کرام کی کوششوں سے در اول کی صحیح، سقیم اور موضوع روایات الگ الگ کتب میں محفوظ کر دی گئیں اور یہ فتنہ دم توڑ گیا۔ تاہم اس فتنہ وضع کے کچھ ناشرین آج بھی مل سکتے ہیں۔ انہیں ناشرین کو جن اسباب کی وجہ سے پاکستانی معاشرے میں ترویج کا موقع مل رہا ہے ان کا تحقیقی جائزہ اس مقالہ کا موضوع ہے

جواز موضوع اور سوال تحقیق:

اگرچہ پاکستان کا قیام اور وجود اسلام کا مہونہ منت ہے، پاکستان کے عوام اسلام سے گہری جذباتی وابستگی رکھتے ہیں اور عملاً اس وابستگی کا ثبوت بھی جذباتی پیرائے میں ملتا ہے۔ تاہم اسلامی معاشرہ اور موضوع روایات کے رد میں محدثین علماء کے واضح موقف کے باوجود کچھ ناکچھ موضوع روایات کہیں ناکہیں نظر آتی ہیں اس امر کی تحقیق لازم ہے کہ وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ میں موضوع روایات کی ترویج ممکن ہے؟

پاکستانی معاشرہ میں موضوع روایات کی ترویج کے اسباب:

پاکستان میں موضوع روایات کے خاتمہ سے قبل ان کی موجودگی اور پھیلاؤ کے اسباب دیکھنا ضروری ہیں تاکہ سدباب کی طرف پیش رفت ہو سکے۔ پاکستان میں موضوع روایات کے پھیلاؤ کے مختلف علمی و عملی اسباب درج ذیل ہیں:

عوام کی دینی جہالت:

اسلام معرفت شناسی کی بہت اہمیت دیتا ہے اور معاشرے کی مثبت ترقی کے لیے آگاہی و معرفت اور فکر و نظر کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

دین اسلام میں برائیوں کا ایک بڑا سرچشمہ جہالت ہے اور دین اسلام آیا ہی جہالت مٹانے کے لیے چاہے وہ معاشرتی ہو یا دینی و اخلاقی۔ قرآن کریم جہالت کی مذمت کرتا ہے علم رکھنے والے اور نہ علم رکھنے والے برابر نہیں سمجھتا۔⁽³⁾ اسلام تو علم کو اتنی اہمیت دی ہے کہ عالم کو انبیاء علیہم السلام کا وارث قرار دیا گیا ہے۔⁽⁴⁾

انسان کی گمراہی کا ایک بڑا سبب کم علمی اور جہالت ہے۔ ایسے ہی لوگ شیطانی قوتوں کا آسان نشانہ بنتے ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں دینی علوم اور شعور کی شرح سے سب بخوبی واقف ہیں۔ دین کی محبت کی شرح زیادہ ہونے کے باوجود ہمارے ہاں خواندگی اور تدریس کی شرح ابھی کافی کم ہے۔ عموماً عامۃ الناس دینی معاملات میں بھی خاندانی طور طریقوں، علماء واعظین اور مساجد کے منتظمین پر بھروسہ کرتے ہیں اور خود اہم تعلیمات و حقائق سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بعض اوقات نام نہاد علماء ایسے ہی کم علم، دین سے بے پناہ جذباتی لگاؤ رکھنے والے لوگوں کو اپنے پیچھے لگاتے ہیں اور پھر معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

کسی بھی قوم یا معاشرے کے لیے علم و شعور ہی ترقی کا ضامن یا زوال کا سبب ہے۔ اور موجودہ دور میں دینی علم کی اہمیت و ضرورت تو بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جب اسلام اور موضوع روایات کے بارے میں کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔ دورِ حاضر، دورِ پُرفتن ہے اور نہ صرف پاکستان میں بلکہ کل عالم اسلام میں طور پر کئی قسم کے فتنے سر اٹھا چکے ہیں۔ لہذا اخلاقی معاشرتی اور دینی فتنوں کے سدباب کے لیے پاکستانی معاشرہ میں دینی علم و شعور میں اضافہ اور جہالت کا خاتمہ بہت ضروری ہے۔ معاشرہ میں دینی، اخلاقی اور سماجی اصلاح اسی طرح ہوگی۔
علماء میں تحقیق کی کمی:

علماء و فاضلین کی طرف سے سطحی علم اور تحقیق کی کمی بھی معاشرے میں موضوع روایات کے پھیلاؤ کا سبب بنتی ہے۔ کبھی کبھی علماء چند فنون میں مہارت رکھتے ہیں مگر علم حدیث سے واقفیت کم رکھتے ہیں یا ان میں تجربہ علمی کی کمی، سطحی سرسری مطالعہ یا سنسنے سنانے علم پر اکتفاء موجود ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ پورے خلوص سے لوگوں کو دینی کام کی ترغیب دینے کے لیے احادیث بیان کرتے ہیں مگر خود ان کی تحقیق نہیں کر پاتے اور ایسی کتابیں جن میں کشف و کرامات کے قصے بیان ہوتے ہیں، ان کا کثرت سے مطالعہ کرنے کی وجہ احکامات کی بجائے ہو بہو ایسی ہی باتیں، موضوع روایات، اسرارِ نیلیات اور کرامات ہی لوگوں میں بیان کرتے ہیں جو تسلسل سے آگے منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوهُ أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِمِجْهَالَةٍ فَتُضْحِكُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ لِيَوْمِئِذٍ﴾⁽⁵⁾

”اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو پہلے تصدیق کر لو کہیں ایسا ناہو جائے کہ (اسے سچا جان کر) تم کسی قوم کو جہالت سے مشکل میں ڈال دو اور پھر (بات کا علم ہونے پر) اپنے کیے پر نادام ہو جاؤ۔“

اس لیے سچ اور جھوٹ میں فرق اور صحیح اور غلط میں فرق کرنے کے لیے علم کے مصدر و منبع کا درست ہونا اور تحقیق بہت ضروری ہے۔ قیمت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علماء اٹھالیے جائیں گے اور جہلاء لوگوں کو بغیر علم و درست منبع کے فتویٰ دیں گے⁽⁶⁾

علم و تحقیق کی کمی ہونے کی وجہ سے موضوع روایات بھی معاشرے میں پھیلتی ہیں اور لوگ نبی ﷺ سے محبت و عقیدت کی وجہ سے ان پر عمل کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ کسی بھی چیز پر عمل کرنے سے پہلے اس کی استنادی حیثیت اور معیار کو دیکھ لیا جائے۔ ہر دین کی بات کرنے والے کو عالم سمجھا جائے نا ہی محض اپنے مسلک کے علماء کی ہر بات پر آمنا و صدقنا کہا جائے۔ یہ قبولیت حق کا معیار نہیں ہے۔

عربی لغت سے ناواقفیت:

علمی جہالت کے کئی پہلو ہیں۔ موضوع روایات کے پھیلاؤ کے اسباب میں ایک سبب یہ ہے کہ بہت سے واعظین، مبلغین، آئمہ مساجد عربی زبان میں مکمل مہارت نہیں رکھتے تو عوام کا عربی جاننا بہت دور کی بات ہے۔ مکمل آگاہی کی بغیر منابع اذلہ تک رسائی اور استفادہ ممکن نہیں ہوتا۔ اگر عوام کے سامنے واعظین و علماء قرآنی آیات و احادیث کی غلط تعبیر، شاذ آراء اور مسلکی تشریح بیان کریں تو لوگوں کی اکثریت عربی زبان سے ناواقفیت اور اندھی تقلید کی وجہ سے اسی پر عمل کرنا شروع کر دیتی ہے اور یہ کم علمی اور لاعلمی گمراہی کا سبب بنتی ہے جو نسل در نسل چل سکتی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ قرآن پاک میں ”شبیعہ“ کا لفظ گروہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے⁷۔ جبکہ کم فہم اور عربی زبان سے ناآشنا ذہن اس کو پڑھ کر ”شبیعہ سنی“ سمجھ کرے پر مشتمل سمجھ سکتا ہے۔ راقم نے اس لفظ سے خود ایک نام نہاد عالم کو اس سے استدلال کرتے سنا۔ اس کی ایک اور ثبوت ہمارے ہاں ”غاسق، لاریب اور لنتا“ جیسے ناموں کی قبولیت عامہ ہے جن کے مفاہیم لغت سے دیکھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ محض الفاظ قرآنی ہونے کی وجہ سے یہ نام معاشرہ میں مستعمل و مقبول ہیں۔ اس لیے قرآن و حدیث کی سمجھ بوجھ کے لیے عربی زبان و گرائمر سے ابتدائی واقفیت ضروری ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾⁽⁸⁾

”یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم سمجھ سکو۔“

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کا سمجھنا اور عربی سے شناسائی بھی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے شاہ ولی اللہ اپنی کتاب میں قرآن فہمی میں دشواری کا ایک بنیادی سبب صرف و نحو کو سمجھتے ہیں۔ عربی زبان اور صرف و نحو سے ناواقفیت قرآن فہمی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔⁽⁹⁾ لہذا دینی تعلیمات سے درست شناسائی کے لیے عربی کا جاننا ضروری ہے۔

فرقہ بندی:

علمی و عملی جہالت انسان کو فرقوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ فقہی آراء میں اختلاف کو کفر و ایمان کا مسئلہ سمجھنے سے اخلاقیات و معاملات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، تعصبات و خرافات پیدا ہوتے ہیں جس وجہ سے لوگوں میں تقسیم مزید گہری ہو جاتی ہے۔ حالانکہ فقہی اختلاف کفر و اسلام کا معاملہ نہیں ہے۔ جب لوگ آپ ﷺ کی تعلیمات کو فراموش کر بیٹھے اور کم علمی کی وجہ سے مذہبی اور سیاسی فرقوں میں بٹ جاتے ہیں۔ جبکہ دین اسلام لوگوں کو فرقوں میں تقسیم ہونے سے روکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ فَرَقٌ وَادِيَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا لَّسْتُ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ وَإِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾⁽¹⁰⁾

”جن لوگوں نے اپنا دین میں فرقہ بازی کی اور وہ گروہ بن گئے اے نبی ﷺ آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ وہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے۔“

دور اول کی طرح آج بھی پاکستان میں اس فتنہ کا ایک بڑا سبب مختلف گروہوں میں بٹنا ہے۔ مسلک پرستی سے بھی موضوع روایات کے پھیلنے کو ہوا ملتی ہے۔ بعض گروہ نے اپنے مسلک کی حمایت کے لیے روایات تک گھڑ لیتے ہیں تاکہ ان کے فرقے کو برتری حاصل ہو۔ برطانوی زیر قبضہ ہندوستان میں سرکاری سرپرستی میں پادریوں کی آمد سے مناظرات کو بڑا فروغ ملا۔ اس مناظرہ بازی نے عوام میں بھی مقبولیت پائی جس میں فریق مخالف کی حالت قلبی بدلنے کی بجائے زبان بند کرنے پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی۔ ایسی ہی کسی مجلس میں آپس میں تکرار کے دوران مخالفین کو چپ کرانے کے لیے گھڑی گئی روایات میں سے ایک کی مثال درج ذیل ہے۔ روایت ہے:

(من رفع یدیه فی الصلاة فلا صلاة له) (11)

”جو شخص نماز میں رفع یدین کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔“

یہ موضوع روایت ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بھی یقیناً دوسرے فرقے کو بنیاد کھانے کے لیے گھڑی گئی۔

آباؤ اجداد کی تقلید:

عام مشاہدے کی بات ہے کہ پاکستان میں لوگ خاندانی روایات اور آباؤ اجداد کے طور طریقوں پر چلتے ہیں اور اندھا دھند اس کی تقلید بھی کرتے ہیں۔ ایک حالیہ تحقیقی سروے کے نتائج کے مطابق صرف 18.9% افراد نے یہ معاشرے میں رائج غیر اسلامی رسوم و رواج کے بارے میں تحقیق کی کوشش کی ہے۔ آباؤ اجداد کی اندھی تقلید و کافروں کی سنت ہے۔ اور اگر باپ دادا کے طرز عمل کی تائید کے لیے موضوع روایات اور ضعیف حدیثوں کا سہارا مزید خطرناک امر ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَّلًا وَكَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾ (12)

”اور ان سے جب کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی اتباع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ اور دادا کو پایا۔ چاہے ان کے باپ دادا بے عقل اور گمراہ ہوں۔“

گو یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے باپ دادا کی اندھی تقلید سے منع کیا گیا ہے بالخصوص دینی معاملات میں یہ تباہ کن امر ہے۔

بغیر اسناد یا غلط اسناد کے ساتھ حدیث کا بیان:

مستند کتابوں سے مراجعت کیے بغیر احادیث بیان کرنا بھی موضوع روایات کے پھیلاؤ کا ایک سبب ہے۔ حکایت و واقعات سنانے والے لوگ صحیح و ضعیف و موضوع روایات کی تمیز کیے بغیر روایات سناتے چلے جاتے ہیں جبکہ محدثین روایات حدیث کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث کو اس کے اصل ماخذ و مصدر سے ہی بیان کرنا چاہیے۔ اگر مراجعت نہ ہونے پائے تو دوسرے ناقل سے بیان کرنے کی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ بھی روایت حدیث کے باب میں معتمد و محتاط ہو۔ اس امر کی صراحت حافظ زین الدین عراقی نے

اپنے کتابچے ”الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص“ میں فرمائی جس کو ملا علی قاری نے بھی نقل فرما کر اس کی تائید کی۔ حافظ عراقی لکھتے ہیں:

(وإن اتفق أنه نقل حديثاً صحيحاً كان آثماً في ذلك، لأنه ينقل ما لا علم له به، وإن صادف الواقع كان آثماً باقداً ما لا يعلم)⁽¹³⁾

”اگر وہ اتفاق سے حدیث نقل کر بھی دے تو گناہ گار ہو گا کیونکہ وہ ایسی بات کر رہا ہے جس کا اسے پختہ علم ہی نہیں ہے لہذا واقع و حقیقت کے مطابق ہونے کے باوجود اس کا گناہ گار ہونا دراصل اپنی بے علمی پر اقدام و جسارت کرنے کی وجہ سے ہے۔“ مزید بیان فرماتے ہیں:

(و ايضاً فلا يحل لأحد من هو بهذا الوصف أن ينقل حديثاً من الكتب، بل ولو من الصحيحين ما لم يعتمد على من يعلم ذلك من أهل الحديث)⁽¹⁴⁾

”لہذا ایسے شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ حدیث کی کتابوں سے حتیٰ کہ بخاری و مسلم سے بھی کوئی حدیث بیان کرے جب تک وہ کسی محدث سے پختہ علم حاصل نہیں کر لیتا۔“

محدثین کے وضع کردہ اصول کے مطابق جب بعض اطراف سے سند کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس کا واضعین کی طرف سے آسان حل اسناد کو خلط ملا کر ناپے یا بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث کا حوالہ کتب فقہ یا تصوف سے دے دیا جائے۔ آج کل سوشل میڈیا پر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ من گھڑت روایات کر اس کے نیچے معتبر کتاب کا حوالہ دے دیتے ہیں اور اسناد و مصادر کے متلاشی حضرات بھی جھانسنے میں آکر ان کے موقف کو مستند اور سچ مان لیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

i- انٹرنیٹ پر ایک روایت ملی کہ جس گھر کے دروازے رشتے داروں کے لیے بند اور جس گھر میں رات دیر تک جاگنے اور صبح دیر سے اٹھنے کا رواج ہو تو وہاں رزق کی تنگی اور بے برکتی کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اس روایت کے نیچے حوالہ صحیح مسلم: ۶۵۷۴ درج تھا لیکن جب اصل کتاب سے اس کو دیکھنے کی کوشش کی تو وہاں ایسی کوئی حدیث نہیں ملی۔

ii- اسی طرح ایک اور حدیث زبان زد عام دیکھی گئی کہ اگر جھک جانے یعنی عاجزی و انکساری کرنے سے تمہاری عزت کم ہو جائے تو روز قیامت مجھ سے لے لینا۔ اس پر بھی مسلم حدیث نمبر: ۷۸۴* کا حوالہ درج تھا جبکہ صحیحین میں یہ روایت موجود ہی نہیں۔

بغیر تحقیق کے روایات کو آگے بیان کرنا موضوع روایات کے پھیلنے کا باعث بنتا ہے اور کم عقل لوگ اقوال زریں، ضرب الامثال اور اقوال علماء کو حدیث نبوی سمجھ سکتے ہیں۔

خواہش نفس کی پیروی:

پاکستان میں موضوع روایات کی اشاعت کا ایک سبب خواہش نفس کی پیروی بھی ہے۔ لوگ اپنی پسند کے مطابق روایات کی

پیروی کرتے ہیں، چاہے ان کا عمل قرآن و حدیث کے مطابق نہ ہو۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمِهِ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (15)

”کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کی سماعت اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا۔ اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔ کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پاتے۔“

دکھاؤ اور معاشرتی دباؤ کے تحت خواہش پرستی کی ایک مثال جہیز دینا ہے۔ لوگ اپنی بیٹیوں کو شادی پر جہیز دیتے ہیں اور اس کا جواز یہ دیتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو بھی جہیز دیا تھا اور اس کی دلیل وہ مختلف احادیث کی کتب سے دیتے ہیں جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((جَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِي تَحْمِيلِ وَقِرْبَةٍ وَسَادَةٍ حَشْوَهَا إِذْ خَرَّ)) (16)

”حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی لخت جگر فاطمہؓ کو ایک سفید اونی چادر، ایک مشکیزہ اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی، بطور جہیز دیا تھا۔“

مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی کو جو سامان دیا، وہ معمولی نوعیت کا تھا لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ جہیز رسول کریم ﷺ نے نہیں دیا تھا بلکہ حضرت علیؓ نے بطور مہر حضرت فاطمہؓ کو اپنی زرہ بیچ کر رقم دی اور نبی ﷺ نے اسی رقم سے سامان خرید کر دیا، جیسا کہ حدیث کی کتب سے واضح ہے اور خود حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے:

تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ابْنَاهَا بِي، قَالَ: ((أَعْطَاهَا شَيْئًا))، قُلْتُ: مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: ((فَأَيْنَ دِرْعَاكَ الْمُحْطَبِيَّةُ؟))، قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي، قَالَ: ((فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ)) (17)

”میں نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کیا تو اللہ کے رسول ﷺ سے ان کی رخصتی کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے (بطور مہر) کچھ دو۔ میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تمہاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ وہ میرے پاس موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ (بطور مہر) فاطمہؓ کو دے دو۔“

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے مہر کی ادائیگی پہلے ہی کر دی تھی جس سے سامان خرید گیا۔ لہذا اس سامان کو جہیز تصور کرنا درست نہیں۔ لیکن اگر بالفرض یہ سامان آپ ﷺ نے خود ذاتی طور پر دیا تو بھی بنیادی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کی طرح حضرت علیؓ کے بھی کفیل تھے۔

آپ ﷺ نے اپنی باقی مینوں بیٹیوں کو ان کی شادی پر کچھ نہیں دیا، نہ صحابہ کرامؓ سے اس طرح کے رواج کی کوئی دلیل ملتی ہے۔ یہ ایک خالصتاً

ہندو رسم ہے۔ ہندو مذہب میں عورت کو وراثت کی حق دار نہیں سمجھا جاتا۔ باپ کی جائیداد کے حق دار صرف بیٹے ہوتے ہیں، اس لیے ہندو جائیداد میں سے کچھ حصہ بیٹیوں کو جہیز کی صورت میں دے دیتے ہیں۔ ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے مسلمانوں نے بھی ان کے رسم و رواج کو اپنایا اور جہیز دینا فرض کر لیا۔ شرعی اعتبار سے یہ ناجائز چیز ہے۔ اسی طرح پاکستان میں کم سے کم مہر لکھوانا رائج ساڑھے بتیس روپے¹⁸ کو مہر شرعی سمجھنا مروج ہے اور اسے حضرت فاطمہؑ کا مہر قرار دینا بھی مناسب نہیں۔

دینی معاملات میں ترغیب و ترہیب یا مجربات کا بیان:

آج کل وضع روایات کا ایک عمومی محرک ترغیب و ترہیب بھی ہے۔ فقہ و وضع حدیث کے دور اول میں لوگوں کو نیکیوں کی طرف رغبت دلانے، گناہوں سے باز رکھنے، اچھے اعمال کی فضیلت اور بُرے اعمال کے نقصانات سے آگاہی کے لیے بھی احادیث وضع کی جاتی رہی ہیں۔ جن کی وجہ سے دین کو نقصان پہنچایا گیا۔ اور ایسے مضامین یہ سمجھے کہ ”انہم یحسدون صنعا“ وہ اچھا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ امام مسلم نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں یحییٰ بن سعید القطان کا قول نقل کیا ہے:

((لَقَدْ تَرَاهُمْ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ)) قَالَ مُسْلِمٌ: "يَقُولُ: يَجْرِي الْكُذْبُ عَلَى لِسَانِهِمْ، وَلَا يَتَعَمَّدُونَ الْكُذْبَ" (19)

”اہل خیر کو حدیث سے زیادہ کس شے میں جھوٹا نہیں دیکھا گیا۔ امام مسلم کہتے ہیں، جھوٹ ان کی زبان پر حاوی ہو جاتا ہے حالانکہ وہ جھوٹ کا ارادہ نہیں کرتے۔“

یہی طریقہ ہمارے مسلم معاشرے میں رائج ہے۔ ترغیب و ترہیب کے ذریعے دین سے رغبت میں اضافہ کرنے کا طریقہ برصغیر پاک و ہند میں رائج ہے اور یہ قابل مذمت نہیں۔ لیکن اس کے لیے ثواب کی نیت سے روایات کو وضع کرنا اور ان کی نشر و اشاعت قابل قبول نہیں۔ پاکستان میں رائج ترغیب و ترہیب کی غرض سے موضوع روایات کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ پانچ چیزیں روزہ توڑ دیتی ہیں: جھوٹ، غیبت، چغلی، غیر محرم کو شہوت کی نظر سے دیکھا اور جھوٹی قسم کھانا۔ یہ موضوع روایت ہے۔ حدیث کی کسی بھی کتب میں موجود نہیں۔ یہ تمام کام ناپسندیدہ ہیں۔ البتہ روزہ انہی چیزوں سے ٹوٹے گا، جن کا ذکر مستند کتب حدیث میں موجود ہے۔

۲۔ اسی طرح لوگوں میں نوافل کی اہمیت کو بڑھانے کے لیے شبِ برات اور شبِ معراج کی خاص عبادات مقرر کرنا بھی موضوعات میں شامل ہے۔

۳۔ مسواک کی اہمیت بڑھانے کے لیے عملِ مجرب بیان کیا جاتا ہے کہ حادثے کے دوران اگر ہمارے پاس مسواک موجود ہو تو اس سے ہماری ہڈی نہیں ٹوٹے گی۔ اس کو بھی جہلاء حدیث سمجھ سکتے ہیں۔ مسواک کی ایسی فضیلت کسی بھی کتاب حدیث یا موضوعات میں موجود نہیں۔

ایسے بہت سے امور جو مجرب بھی نہیں، محض ترغیب و ترہیب کے لیے پاکستانی معاشرے میں گردش کرتے نظر آسکتے ہیں۔ اور کچھ لوگ

لا علمی میں انہیں حدیث سمجھ لیتے ہیں۔

جہالت کی وجہ سے غیر مسلموں کی مشابہت:

وضع روایات کے پھیلاؤ کا ایک سبب دینی امور میں غیر مسلموں سے مشابہت بھی ہے۔ برصغیر میں ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے مسلمانوں نے ہندوؤں کے طور طریقے بھی اپنے دینی معاملات میں سمو لیے ہیں۔ جیسا کہ ہندو دیوالی اور عیسائی کرسمس مناتے ہیں اور ان موقعوں پر خوب ہلا گلا کرتے ہیں۔ اُن کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی ان کی رسموں کو اپنے تہواروں میں شامل کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ بالفرض شب برات اگر عبادت کی رات ہے تو اس میں آتش بازی اور چراغاں کا تصور کہاں سے آیا۔ یہ سیدھی سادی ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے²⁰ عبادت اور دینی کاموں میں ہلا گلا کافروں کا شیوہ ہے²¹ ان معاشرتی و دینی خرافات کی جب ان سے دلیل مانگی جائے تو بعض اوقات شتی القلوب لوگ جواز کے لیے کوئی نئی روایت وضع کرنے کی جسارت کر لیتے ہیں، تاکہ لوگوں کا منہ بند کیا جاسکے۔ یوں وضع روایات کا ایک نیا زبانی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مشابہت کے حوالے سے نبی ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ بھی ہے:

((مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))⁽²²⁾

”جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ اسی میں سے ہے۔“

احادیث کی کثرت روایت:

کثرت سے احادیث کو بیان کرنا بھی موضوع روایات کے پھیلاؤ کا سبب بنتا ہے۔ احادیث کو بیان کرنے میں احتیاط سے کام لیا جائے اور بے ضرورت و بے موقع بیان نہ کیا جائے، جتنی ضرورت ہو اتنا ہی بیان کیا جائے۔ کثرت روایت کی وجہ سے بھی بعض اوقات انسان کو غلطی کا ارتکاب جانے انجانے میں کر بیٹھتا ہے۔ بعض واعظین اپنی بات کا وزن بڑھانے کے لیے نبی ﷺ کا نام لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی بھی ہے:

((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيثِ عَنِّي))⁽²³⁾

”میری جانب منسوب کر کے بکثرت حدیثیں سنانے سے ڈرو۔“

آئمہ کرام نے کثرت روایت کو مذموم و منع قرار دیا ہے۔ کثرت سے بیان کرنے والا عموماً دو بڑی غلطیاں کرتا ہے:

- ۱۔ ایک یہ کہ وہ عام طور پر طعن و جرح سے محفوظ نہیں رہتا۔
- ۲۔ دوسرا یہ کہ وہ صحیح و سقیم کی تمیز نہیں رکھتا۔ سننے والوں کو صحیح و ضعیف کے مابین دھوکے میں ڈالتا ہے۔

صحابہ کرامؓ بھی احادیث بیان کرتے وقت نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک، امام مغلد بن الحسین کا قول کرتے ہیں:

(نحن إلى قليل من الأدب أوج منا إلى كثير من الحديث)⁽²⁴⁾

”زیادہ حدیثوں کی بہ نسبت ہم پر ضروری ہے کہ تھوڑا سا ادب اختیار کر لیں۔“

اس لیے کثرت احادیث کے بیان میں احتیاط برتنی چاہیے۔ بعض اوقات غیر ضروری کثرت اچھے نتائج کی طرف نہیں لے جاتی
شان نبوت میں غلو:

پاکستان میں موضوع روایات کے پھیلاؤ کا ایک سبب شان نبوت میں غلو بھی ہے۔ آپ ﷺ سے محبت اور عقیدت پاکستانی مسلم معاشرے میں ایک فطری اور ایمانی جذبہ ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جس دل میں نبی ﷺ کی محبت نہ ہو، وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ محبت و عقیدت کا تقاضا یہی ہے کہ مقام و مزاج نبوت کو پہچانتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ایمانی محبت و عقیدت رکھی جائے جو ساری محبتوں پر حاوی اور پابند اطاعت و اتباع ہو۔ دور حاضر میں اس حق کو کم ہی ملحوظ رکھا جاتا ہے اور لوگ غلو میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی غلو سے خود نبی ﷺ نے منع فرمایا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((لَا تَطْرُقُونِي، كَمَا أَطْرَقَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ))⁽²⁵⁾

”مجھے میرے مرتبے سے نہ بڑھاؤ جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا تھا۔“

اس کے باوجود بعض مسلمانوں خصوصاً عصر حاضر میں آپ ﷺ کے رتبے کو اس حد تک بڑھاتے ہیں کہ بعض تو مقام نبوت کی توہین تک بات پہنچا دیتے ہیں۔ ایک اور روایت جو اکثر واعظین کرام اپنے خطبات و مواعظ میں بتاتے ہیں اور یہ روایت سینہ بہ سینہ چلتی ہے کہ ایک رات حضرت عائشہؓ کے ہاتھ سے سوئی گر گئی وہ اسے تلاش کرنے لگیں مگر نہ ملی تو نبی ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ ﷺ کے دانت کی چمک ظاہر ہوئی جس نے پورے کمرے کو روشن کر دیا اور حضرت عائشہؓ نے اپنی سوئی کو دیکھ لیا۔⁽²⁶⁾

اسی طرح ولادت رسول ﷺ سے متعلقہ روایات ہیں۔ انہی روایات پر مولانا تقی امینی فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت کوئی صحابی موجود نہ تھا جس کی روایت قابل قبول ہو۔ ایسی حالت میں یہ روایتیں عمومی شہرت کی بنا پر ہوں گی یا رسول اللہ ﷺ نے خود اس کی وضاحت فرمائی ہوگی۔ اگر ان واقعات کی شہرت اس طرح ہوتی جیسی کہ ان روایتوں سے ظاہر ہوتی ہے تو بعد میں رسول اللہ ﷺ کو تبلیغ رسالت میں جس قدر دشواریاں پیش آئیں وہ نہ آئیں اور ہر شخص ان واقعات کی بنا پر آپ ﷺ پر ایمان لانے پر مجبور ہو جاتا اور اگر رسول اللہ ﷺ نے نفس بہ نفس ان کی وضاحت فرمائی ہوتی تو اتنے اہم واقعات کا تذکرہ حدیث کے مستند ذخیروں میں ضرور ہوتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت کے ان دلائل نبوت کو محدثین نظر انداز کر دیتے۔“⁽²⁷⁾

حصول شہرت و مقبولیت:

وضع حدیث کے اسباب میں سے ایک سبب شہرت اور مقبولیت کا حصول تھا اور یہ سبب آج بھی نظر آتا ہے۔ لوگوں میں حصول شہرت اور مرکز توجہ بننے کی وجہ سے بھی لوگ روایات وضع کرتے ہیں۔ چونکہ پاکستان میں لوگ مذہب سے بہت عقیدت رکھتے ہیں، اس لیے نام نہاد واعظین و علماء مذہبی رنگ اختیار کرتے ہوئے بغیر کسی تحقیق کے موضوع روایات نبی ﷺ کے نام سے لوگوں میں پھیلاتے ہیں تاکہ لوگوں

میں ان کی مقبولیت عام رہے۔ یہ خود پسند محنت کر کے مقام حاصل کرنے کی بجائے سستی شہرت کے حصول کا یہی طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

ایک واعظ⁽²⁸⁾ مریدوں کے لیے نبی ﷺ کے بارے میں خواب بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے خواب میں نبی ﷺ آئے اور فرمایا کہ میں پاکستان میں رکتا ہوں اگر تم میری میزبانی کا وعدہ کرو، میرے ٹھہرنے کا انتظام اور آمد و رفت کا انتظام بھی تم کرو گے اور مدینہ کی واپسی کا ٹکٹ بھی تم کرواؤ گے۔⁽²⁹⁾

اسی طرح سے راولپنڈی کے ایک صاحب⁽³⁰⁾ خوب سچ سنور کر مخصوص انداز میں دم کرنے کے حوالے سے مشہور ہیں اور لوگ ان کے مرید ہو جاتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ان کے پاس سے دم درود کروانے والوں کے تمام غم، پریشانیاں اور بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ شہرت پسندی کے طالب لوگوں کے لیے امام مسلم لکھتے ہیں:

”ہم نے ان صالحین کو حدیث سے زیادہ کسی اور چیز میں جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔“⁽³¹⁾

یہ اسلامی تعلیمات اور مزاج کے خلاف بات ہے کہ دنیا میں شہرت کے حصول کے لیے تگ و تاز کی جائے اور اس سلسلے میں اوتھے دینی ہتھکنڈے سراسر ایک جسارت ہیں۔

وضع حدیث بطور پیشہ:

دور اول کے کچھ مضامین نے وضع حدیث کو بطور ایک پیشے کے اپنایا اور اسے اپنی آمدن کا ذریعہ بنایا۔ ایسا آج بھی ممکن ہے۔ یہ صرف آج کے دور میں ہی نہیں ہو رہا بلکہ پچھلے ادوار میں بھی لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے روایات وضع کر والیتے تھے جیسا کہ ابو سعید المدائنی کا نام وضامین میں نمایاں ہے۔⁽³²⁾

موجودہ زمانے میں ہر معاملے میں کاروباری سوچ عود کر چکی ہے یہاں تک کہ دین بھی اس سے محفوظ نہیں رہا۔ بعض نعت خواں و منقبت نویس، مرثیہ خوان اور خطباء مکمل کاروباری (Professional) ہو چکے ہیں۔ کئی نعتیں محض طرز اور لے کے لیے بنائی جاتی ہیں جن میں اقوال و اعمال کے حساب سے ایسی باتیں منسوب کر دی جاتی ہیں جن کا نبی ﷺ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً آپے چند توڑ داتے آپے چند جوڑ داتے، جیسے منقبتی الفاظ۔

یہ مصرع سراسر نص قرآن کے مخالف اور افعال رسول میں اضافہ کی جسارت ہے۔ اسے کسی قرآن کریم سے ناواقف، پیشہ ورانہ منقبت نویس نے ہی تحریر کیا ہو گا۔ اسی کے علاوہ آج کل کئی ایسی نعتیں یا حمدیہ اشعار ملتے ہیں زبان زد عام ہیں اور شعر کے تقاضے پورے کرنے اور قافیہ ملانے کے لیے کسی بھی طرح کے الفاظ کو جوڑ لیا جاتا ہے، اور وہ تعلیمات اسلامیہ کے خلاف ہوتے ہیں۔

موجودہ دور میں سوشل میڈیا لطف اندوزی وقت گزاری کے علاوہ کمائی کا ذریعہ بھی بن چکا ہے۔ جب ہر جائز و ناجائز طریقے سے ریٹنگ اور ریٹنگ بڑھانے کا خط لوگوں کے دل و دماغ پر طاری رہے تو اسکی زد میں دین بھی آئے گا۔ کم علم لوگ سوشل میڈیا پر کمائی کے لیے قبولیت

عامہ والا منفرد مواد شیئر کر کے اسے دین یا نبی ﷺ سے منسوب کر سکتے ہیں۔

قصہ گوئی:

قصہ گوئی میں حرج نہیں اگر وہ تذکیر کا باعث ہو اور اشاعتِ فواحش و بہتان، شرانگیزی و تضحیح اوقات کا باعث نہ بنے۔ برصغیر پاک و ہند میں بھی چونکہ لوگ قصہ گوئی کو پسند کرتے تھے تو واعظین نے قصہ گوئی کے طریقے کو دین کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ اس طرح قصہ گوئی نے رواج پکڑا اور لوگ اس میں دین کی باتیں منسوب کرتے کرتے دنیاوی قصہ گوئی کی ضروریات پوری کرنے لگتے اور عوام الناس ان جھوٹے واقعات کو شوق سے سننے لگے اور قصہ گو حضرات انداز بیان اس طرح کا اختیار کرتے کہ سننے والے جھوم اٹھتے اور موضوعات پر نہ صرف یقین کرتے بلکہ ان کے پھیلائے کا بھی سبب بنتے۔ اسی طرح پاکستان میں من گھڑت معجزات پڑھے جاتے ہیں جیسا کہ معجزہ حضرت بی بی فاطمہؓ، سات بیبیوں کی کہانی اور معجزہ مشکل کشا وغیرہ، یہ سب من گھڑت ہیں۔ مولانا شرف علی تھانوی اپنی کتاب ”من گھڑت روایات پر تعاقب“ میں لکھتے ہیں:

”حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اور اُوریا کا قصہ بھی بے اصل ہے۔“ (33)

”اسی طرح معراج نامہ، ساین نامہ اور وفات نامہ، یہ سب من گھڑت قصے ہیں۔“ (34)

بغیر تحقیق کے روایات کو آگے بیان کرنا موضوع روایات کے پھیلنے کا باعث بنتا ہے اور کم عقل لوگ حدیث نبویؐ سمجھ کر آگے پھیلاتے ہیں۔ اسی لیے مولانا شرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ گل بکاؤلی، بدر منیر اور قصہ حاتم طائی، بے اصل کتابیں ہیں۔ ان کو پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اس قسم کی بلاسند روایات کے قصص کا شوق انسان میں مزاجِ ستیم پیدا کرتا ہے اور وہ دین کے معاملہ بھی یہی ذوق رکھنا شروع کرتا ہے

خلاصہ بحث:

دین اور دینی معاملات کا معاملہ انتہائی نازک ہے۔ کسی جھوٹی بات کو اللہ تعالیٰ یا رسول ﷺ سے منسوب کرنا ایک بڑی جسارت ہے۔ پاکستانی معاشرے میں کئی ایسے چور دروازے موجود ہیں جن کے ذریعے موضوع روایات کے اجرا اور ترویج کا کام ہو رہا ہے۔ موضوع روایات کی ترویج کے اسباب چاہے دانستہ ہوں یا نادانستہ، ان کا دروازہ بند کرنے کی تمام تر انفرادی اور اجتماعی کوششیں و اقدامات ہماری غیرتِ دینیہ کا تقاضا اور وقت کی آواز ہے۔ اس سلسلے میں جہاں ارباب اقتدار کی ذمہ داری واضح ہے وہیں باشعور دین کا صحیح علم رکھنے والے طبقے کو اپنا رول ادا کرنے کے لیے میدان میں آنا چاہیے۔

حوالہ جات:

- (1) Ibn e Hajer al Asqalani, Ahmad Bin Ali Bin Muhammad Bin Hajer, Imam, al Hafiz, Nuzha tun Nazer fi Tozeehe Nukhbatul Fiker, (Karachi: Maktabah al Bushra, 2011) P:87
- (2) Ibn e Hajer al Asqalani, Ahmad Bin Ali Bin Muhammad Bin Hajer, Imam, al Hafiz, Lisan ul Meezan (Berout, Makteb al Matboaat ul Islamia: 1423AH/2002) vol:2, P:484
- (3) Az Zumer, 9:39
- (4) Tirmizi, Muhmmad Bin Esa, Imam, al Hafiz, Jame ut Tirmizi, (al Riyadh: Maktabah Dar us Salam, ND) Abwabul Ilm, Chap: ma ja, a fi Fadhilil Fiqh ala Ibadih, Hadith#2682 P:799

- (5) Al Hujurat, 49:6
- (6) Muslim Bin Hajjaj al Qashiri Nisiaburi, Abu al Hassan, Imam, Al Jame us Sahih,(al Riyadh, Maktaba Dar us Salam:ND)Kitabul Ilm, Chap: Raf ul Ilm Hadith #6796, P:1164
- (7) Al Rome, 30:32, Al Inaam, 6: 159
- (8) Yusuf, 12:2
- (9) Shah Walli Ullah Dehlwi, Al Fouz ul Kabeer (Lahore, Maktaba Quraaniat: ND) P:55
- (10) Al Inaam, 6:159
- (11) Abdul Hayee Lakhnawi, Allama, Al Asar ul Marfooa fi Akhbaril Mozooa, (Berout, Labnon,Maktabah Dar ul Kutub ul Ilmia:1983) P: 17
- (12) Al Baqarah, 2:170
- (13) Mullah Ali Al Qari, Noor ud Din Ali Bin Muhammad, Allama, Al Israr ul Merfoo fi Akhbaril Mozooa, (Berout, Labnon : Al Maktab ul Islami:1406AH/1986) P:84
- (14) Ibid, P:84
- (15) Al Jasiah, 45:23
- (16) An Nisaie, Ahmad Bin Shoaib, Abu Abdur Rahman,Sunan un Nisaie, (al Riyadh:Maktabah Dar us Salam: ND) Kitab un Nikah, Chap: Jihaz ur Rajul li bintih,Hadith#3384, P:653
- (17)Ibid, Kitab un Nikah, Chap: Tahilla tul Khilwah, Hadith#3371, P:651
- (18) <https://ur.wikipedia.org/wiki> ; <https://darulifta.info/d/alikhlas/fatwa/> ; <https://www.banuri.edu.pk/readquestion/%D9%85%DB%81%D8%B1-%D9%81%D8%A7%D8%B7%D9%85%DB%8C-%D8%A7%D9%88%D8%B1-%DA%A9%D9%85-%D8%A7%D8%B2-%DA%A9%D9%85-%D9%85%DB%81%D8%B1-%DA%A9%DB%8C-%D9%85%D9%82%D8%AF%D8%A7%D8%B1-%D8%A7%D9%88%D8%B1-%D9%82%DB%8C%D9%85%D8%AA/20-08-2018>
- (19) Muslim Bin Hajjaj al Qashiri Nisiaburi, Abu al Hassan, Imam, Muqaddimah, Al Jame us Sahih, P:12
- (20) <https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%DB%81%D8%B1>
- (21) Al Infal, 8:35
- (22) Abu Daud, Suleman Bin Asha,as, Imam, Al Hafiz,Sunan e Abu Daud , (al Riyadh:Maktabah Dar us Salam, ND) Kitab ul Libas, Chap:Fi Lubs esh Shohrah, Hadith#4031, P:569
- (23) Ibn e Majah, Muhammad Bin Yazeed, Imam, Al Hafiz, Muqaddimah Sunan e Ibn e Majah, al Riyadh: Maktabah Dar us Salam, ND) P:6
- (24) Ar Ramhurmazi, Hassan Bin Abdur Rahman, Al Qazi,Al Modisul Fasil Bain nar Raeie wal Waeie, P:559
- (25) Bukhari, Muhammad abin Ismaeel,Imam, al Hafiz, Al Jame us Sahih ,Kitab ul Anbia,: Chap: Qoul Lillahi Ta,ala, Hadith#3445 (al Riyadh:Maktabah Dar us Salam, ND) P:8
- (26) Abdul Hayee Lakhnawi, Allama, Al Asar ul Marfooa fi Akhbaril Mozooa,P: 45
- (27) Taqi Ameen, Molana, Hadith e Rasool ka Derayatti Ma,ayar (Karachi, Qadeemi Kutub Khana: 1986) P:208
- (28) Prof Dr Tahir ul Qadri
- (29) <https://youtube.bc/4ENwUsLelzk/> , Retrieved: 15-07-23
- (30) <https://fb.watch/jXSD-4koSL/?mibextid=2Rb1fB> , Retrieved: 23-10-2023
- (31) Muslim Bin Hajjaj al Qashiri Nisiaburi, Abu al Hassan, Imam, Muqaddimah, Al Jame us Sahih, P:12
- (32) As Sayooti, Jalal ud Din, Abdur Rahman Bin Abi Baker, Tadreeb ur Rawi Fi Sharah Taqreeb un Navavi, P:253
- (33) Ashref Ali Thanwi, Molana, Mun Gharut Rawayat per Ta,aqub (Karachi, Maktabah Omer Farooq: 2018) Translator: Mufti Tariq Ameer Khan) P:88
- (34) Ibid, P:157